(قسط ۲) پروفیسر حافظ احمد یار

قرآنی ادب و ثقافت کا ایک پہلو

اس مضمون کی پہلی قسط حکمت قرآن کے مئی ۸۴ء کے شمارے میں شائع ہوئی تھی دوسری قسط کی اشاعت میں جو تاخیر ہوئی ہے ادارہ اس پر معذرت خواہ ہے۔

روزمرہ کی گفتگو میں قابل استعمال قرآنی فقرے

(بشرط عدم قصد تلاوت محض تمرین عربیت کے لیے !)

کتابوں میں ایک خاتون کا قصہ عموماً مذکور ہے جو اپنے اظہار ما فی الضمیر کے لیے مختلف قرآنی آیات کا ہی استعمال کرتی تھی اور غیر قرآن عبارت بولنے سے ہی اجتناب کرتی تھی۔ یہ اس خاتون کے استحضار آیات کی ایک حیرت انگیز مثال ہے۔ تاہم بعض دفعہ سامع کو آیت سن کر بھی اصل مطلب تک پہنچنے کے لیے کچھ دماغی ورزش کرنا پڑتی تھی ——— قرآن کریم میں متعدد تقریریں، سوال و جواب، مکالمے اور قصے بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثر کو عام روزمرہ کی گفتگو میں حسب موقع استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ اس میں عدم قصد تلاوت اور محض مشق عربیت ملحوظ رہے۔ اس قسم کی چند آیات درج ذیل ہیں۔ ویسے مواقع کے لحاظ سے اس قسم کی آیات کی تعداد غالباً سینکڑوں تک پہنچ سکتی ہے خصوصاً جب کہ ضرب المثل اور جامع تعلیمات پر مشتمل آیات کو بھی بیشتر اس مقصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہاں بھی ہم ترجمہ اور موقع استعمال کی بحث کو بخوف طوالت نظر انداز کرتے ہوئے صرف حوالۂ آیات دینے پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱) قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا (الکہف: ۷۶) (۲) فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ (ق: ۳۹) (۳) لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا (الدھر: ۹) (۴) مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ؛ (القلم: ۳۶) (۵) أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ (ھود: ۷۸) (۶) إِنْ أُرِيْدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ (ھود: ۸۸) (۷) وَمَآ أُبَرِّئُ نَفْسِيْ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ (یوسف: ۵۳) (۸) أَيْنَ الْمَفَرُّ (القیامہ: ۱۰) (۹) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ (فاطر: ۳۴) (۱۰) تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى (النجم: ۲۲) (۱۱) هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ (ص: ۵۹) (۱۲) إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ (الشورٰی: ۴۳) (۱۳) لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُوْنَ (الصافات: ۶۱) (۱۴) فَلَا تُزَكُّوْٓا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى (النجم: ۳۲) (۱۵) هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ۔

(النمل: ۴۴) (۱۶) مَا يَكُونُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ (المائدہ، ۱۱۶)

نکتہ آفرینی اور حاضر جوابی کیلئے قرآنی آیات کا استعمال

یہ بہت نازک مقام ہے اور اس کے لیے غیر معمولی استحضار آیات کے علاوہ دینی ذہن اور ایک معیارِ ذوق بھی درکار ہے۔ ذیل میں ایک دو اس قسم کی مثالوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔۔۔ عباسی خلیفہ عبداللہ المامون (جسے غلطی سے عام لوگ مامون الرشید لکھ دیتے ہیں) کی شبِ زفاف کا یہ واقعہ اپنی نوعیت کے باعث بہت سے واقعہ نگاروں کے لیے ادبی حاشیہ آرائی کا سبب بنا ہے ۔۔۔ نوجوان خلیفہ نے جب بے صبری کا مظاہرہ کیا تو دلہن نے برمحل کہا ۔۔۔ امیرالمؤمنین! اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ (النحل: ۱) (یہاں بھی ترجمہ اور اس کی ادبی لطافت کے بیان کی بجائے صرف حوالۂ آیت کافی ہے۔)

۲۔۔۔ کسی اچھی شکل صورت کی ایک عورت کو جاتے دیکھ کر کسی دل پھینک قسم کے آدمی نے آیت قرآنی ۔۔۔ وَزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ (الحجر: ۱۶) پڑھ کر گویا ایک طرح سے فقرہ کسا ۔۔۔ مگر وہ عورت بھی بلا کی حاضر جواب تھی اس نے فوراً اس سے اگلی آیت ۔۔۔ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ (الحجر: ۱۷) پڑھ کر اینٹ کا جواب پتھر سے دے کر نوجوان کو شرمندہ کر دیا ۔۔۔ دونوں کی نکتہ آفرینی کا لطف اٹھانے کے لیے حوالۂ آیت کی مدد سے ترجمہ پر نظر ڈال لیجئے اور عورت کے استحضار کی داد دیجئے۔

۳۔۔۔ کبھی کبھی اس مقصد (نکتہ آفرینی) کے لیے آیت نہیں بلکہ کسی آیت کے مضمون پر مبنی مضمون کی طرف اشارہ کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی عباسی گورنر نے ایک اپنے صاحبِ شرطہ (پولیس کے بڑے افسر) کو مزاحاً کہا اَيْنَ تَذْهَبُ يَا هَامَانُ؟ (ہامان صاحب کہاں جا رہے ہو؟) تو اس نے جواب میں فوراً کہا، لِأَبْنِيَ لَكَ صَرْحًا (تیرے لیے ایک بلند عمارت بنانے جا رہا ہوں) (اس میں صاحب شرطہ گورنر کو ۔۔۔ ہامان یا متکبر مشیر کہہ کر طنز کرنے کے جواب میں فرعون کہہ گیا مگر ڈھب سے ۔۔۔ پوری بات لطیفہ ۔۔۔ سورۃ القصص: ۳۸ اور سورۃ المؤمن: ۳۶ کے مضمون پر مبنی ہے)

۴۔۔۔ کسی طویل القامت مجرم کو کوڑوں کی سزا ملی۔ کوڑے مارنے والا آدمی پست قد کا تھا اس نے مجرم سے کہا، ذرا نیچے ہو! (تاکہ کوڑا ٹھیک پڑ سکے) وہ سزا یافتہ آدمی کہنے لگا

ويلك إلى أكل الفالوذج تدعوني ؟ والله لوددتُ أن تكون أنت أقصر من يأجوج ومأجوج وأنا أطول من عُوج ۔ (کم بخت تو کون سا مجھے حلوہ کھانے کو بہ رہا ہے، جو نیچے جھکوں ؟ بخدا میں تو یہ چاہتا ہوں کہ تو یاجوج ماجوج سے بھی ٹھنگنا ہو جائے اور میں عوج سے بھی زیادہ لمبا ہو جاؤں) خیال رہے اس میں یاجوج ماجوج اور عوج بن عنق کے قد و قامت کے بارے میں غیر مستند مگر عوامی روایات کے مضمون کو اساس جواب بنایا گیا ہے ۔ فافهموا۔

اشعار اور عبارات میں اس قسم کا استعمالِ آیات ! اس کی مثالیں عربی کے علاوہ فارسی، اردو بلکہ پنجابی تک کی شاعری میں بھی متعدد جگہ مل سکتی ہیں مثلاً

۱ــــ وحبيب كلما خاطبته قال سلامٌ — فاذا ما قلت زرني قال لي ذا محرم

(اور ایسا دوست کہ جب اسے مخاطب کروں تو کہتا ہے سلامٌ — اور جب اسے کہتا ہوں مجھ سے ملاقات کرو تو کہتا ہے یہ حرام ہے)

اس شعر میں سورۃ الفرقان : ۶۳ کے مضمون کی طرف لطیف اشارہ ہے ۔

۲ــــ اما والذي أبكى وأضحك والذي — أمات وأحيا والذي أمره الأمر

(ہاں وہ ذات پاک جو رلاتا ہے اور ہنساتا ہے اور جو — مارتا ہے اور جلاتا ہے اور جس کا حکم ہی دراصل حکم ہے)

اس شعر کا مضمون سورۃ النجم : ۴۳ : ۴۴ سے ماخوذ ہے بلکہ الفاظ بھی وہیں سے لیے گئے ہیں صرف مصرع اول میں ضرورتِ شعری سے کچھ تقدیم و تاخیر کی ہے ۔ فارسی زبان میں اس کی ایک مشہور مثال ہی پیش کرنا کافی ہے ۔ یہ مثنوی کا شعر ہے ۔

هرچه داری خرچ کن در راه او — لن تنالوا البر حتى تنفقوا

اردو میں ظفر علی خان کا صرف ایک شعر لکھا جاتا ہے ۔ ؎

ہے از بر کُلُوا بھی تجھے واشربُوا بھی — کبھی یاد آیا مگر جَاهِدُوا بھی ! وغیر ذلك

نثری عبارتوں میں قرآنی آیات کے موزوں اقتباس اور استعمال کی مثالیں مختلف کتابوں کے دیباچوں میں بکثرت مل جاتی ہیں ۔ تاہم اس کی صحیح صورت وہ ہے جہاں وعظ یا اپیل کا مضمون ہو اور وہاں زور اور تاثیر پیدا کرنے کے لیے قرآنی آیات کو برمحل استعمال کیا جائے ۔ بعض اہل علم کو اللہ تعالیٰ نے یہ ملکہ کچھ خاص اور زیادہ ہی ودیعت کیا ہوتا ہے

ازانجملہ سید جمال الدین افغانی رحمہ اللہ تھے ـــــ ان کی تحریروں خصوصًا العروۃ الوثقی کے اداریتی مقالوں ـــــ ایڈیٹوریل ـــــ میں اس کی افادیت کی عمدہ مثالیں ملتی ہیں۔ ذیل میں العروۃ الوثقی سے ہی ایک دو اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں ـــــ یہاں بھی ہم ترجمہ کو نظرانداز کرتے ہیں، اس لیے کہ یہاں اصل حسن عربی عبارت میں قرآنی عبارت کے امتزاج سے پیدا کیا گیا ہے ـــــ اور ترجمہ میں وہ حسن وخوبی کسی طرح بھی پیدا نہیں کی جاسکتی اس لیے مبتدی حضرات سے معذرت کے ساتھ صرف اصل عربی عبارت کے اقتباس پیش کرتے ہیں۔ البتہ اہل ذوق شائقین کے لیے العروۃ الوثقی کے مجموعہ مقالات کے متعلقہ صفحوں کا حوالہ پیش کردیتے ہیں۔ یہ حوالے ''العروۃ الوثقی'' کے مکتبہ اہلیہ بیروت والے ایڈیشن (۱۹۳۳ء) کے مطابق ہیں۔

مسلمانوں کے حکمرانوں کو غیروں سے امید ہائے غم گساری رکھنے پر تنقید کرتے ہوئے ازراہِ خیرخواہی کہتے ہیں " ایها الأمراء العظام مالکم وللأجانب عنکم (هَآ أَنْتُمْ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ)۔ قد علمتم شأنهم ولم تبق ريبة فى أمرهم (إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا) سارعوا إلى أبناء أوطانكم وإخوان دينكم وملتكم وأقبلوا عليهم ببعض ما تقبلون به على غيرهم تجدوا فيهم خير عون وأفضل نصير (آل عمران ۱۱۹: ۱۲۰ کا اقتباس دیکھیے۔)

۲ اہل ایمان کو ابتلاء وآزمائش میں ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

إن امتحان الله للمؤمنين سنة من سننه يميز بها الصادقين من المنافقين قرنا بعد قرن إلى أن تنقضي الدنيا فى كل قرن يدعو الله المؤمنين إلى قَوْمٍ أُوْلِي بَأْسٍ شَدِيْدٍ فإن يطيعوا يُؤْتِهِمُ اللهُ أَجْرًا حَسَنًا وإن يتولوا يُعَذِّبْهُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا (عبارت اور مضمون کے لیے سورۃ الفتح: ۱۷ دیکھیے) فميزان عدل الله منصوب الى يوم القيامة وهنالك الجزاء الأوفى (ماخوذ از النجم: ۴۱) فلا يحسبن الواسمون أنفسهم بسمة الأيمان القانعون منه برسم يلوح فى مخيلاتهم، إن عدل الله يتركهم وما يظنون كلا إنهم لفى كل عام

باقی ص ۹۶ پر)